جولائی 2023ء ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ

ماہنامہ

جہانِ رضا

لاہور



بیاد

مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان قادری

★ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا؟ ★ مسجد میں داخل ہوں تو کیا پڑھیں؟

★ ایک جملے نے دنیا بدل دی ★ اسلام میں مصافحہ اور معانقہ کی حیثیت

★ غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ★ ابن ملجم کون تھا؟

★ علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری



اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

شمارہ 276/ جولائی ۲۰۲۳ / ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ جلد ۳۱

بیاد

مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

بانی مجلس رضا: حکیم اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر

پروفیسر سید محمد سرفراز قادری رضوی

محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

مجلس رضا مرکزی

فہرست

خط و کتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا

مسلم کتابوی داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور

0321-4477511
042-37225605

Email:muslimkitabevi@gmail.com

زر تعاون فی پرچہ -/50 روپے

سالانہ چندہ بذریعہ ڈاک -/800

بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا؟

محمد سلیم رضوی

مشہور کہانی ہے۔ کہ بلی کا ظلم ستم ایک زمانہ میں انتہائی عروج پر پہنچ گیا تو چوہے سر جوڑ کر بیٹھے۔ شہر بھر کے چوہے جمع تھے۔ ہر ایک اپنی برادری پر ہونے والے ظلم کے باعث آگ بگولا تھا۔ مقرر چوہے زمین و آسمان کی قلابیں ملا رہے تھے۔ سب کی زبان پر بلی کے ظلم وستم کی شکایات تھیں۔ "یہ ہونا چاہیئے وہ ہونا چاہیئے" کی گونج تھی۔ سب اسی جملہ کی جگالی کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک سیانے چوہے نے رائے دی کہ بلی جب سو رہی ہو تو اس کے گلے میں ایک گھنٹی باندھ دی جائے۔ تاکہ جب وہ حرکت کرے تو گھنٹی کی آواز کے باعث ہم چوکنا ہو جائیں۔ اور شکار ہونے سے بچ جائیں۔ اس پر پورا ہال داد وتحسین کے نعروں سے گونج اٹھا۔ تالیوں کے شور میں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی لیکن جب اس تجویز کو عملی شکل دینے کی بات شروع ہوئی تو سب چوہے سراپا سوال بن گئے۔ کوئی بھی اس گھنٹی کے باندھنے کی زمہ داری قبول کرنے کو تیار نہیں ہوا۔ دھیرے دھیرے چوہے کھسکنا شروع ہو گئے اور ہال خالی ہو گیا۔

حضرات! مشورے دینا اور" یہ کرنا چاہیئے وہ ہونا چاہیئے" کہنا بہت آسان ہوتا ہے کام کرتے جان نکلتی ہے۔

اب آپ خود ہی دیکھ لیں کہ ہمارے یہاں کام کرنے والے کتنے ہیں اور کام کرنے والوں کے ساتھ تعاون کرنے والے کتنے ہیں؟ شاید کام کرنے والے چند اور کام کرنے والوں کا ساتھ دینے والے اس سے بھی تھوڑے ہیں لیکن ہماری ایک بڑی تعدادو وہ ہے جو مفت کے اور بلا وجہ و بلا ضرورت و بلا طلب "مشورے دینے" کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ جب جہاں یہ موقع پاتے ہیں اپنا پٹارا کھول کر بیٹھ جاتے ہیں، اور" یہ ہونا

چاہیئے، فلاں کو یہ کرنا چاہیئے، اس کو ایسا ہونا چاہیئے، اس کو ویسا ہونا چاہیئے، یہ غلط وہ غلط اور سب غلط" جب تک آپ کی قوت برداشت جواب نہ دے جائے آپ کو سناتے رہیں گے۔امریکہ سے لے کر چین تک، دنیا کے ہر ملک، ہر صدر، ہر شعبہ، ہر شخص کے لئے ان کے پاس" چاہیئے منجن"موجود ہے۔ یہ دنیا کا ہر علم رکھتے ہیں۔ ہر کام میں انہیں مہارت ہے۔کوئی ایسا نہیں جن کے لئے ان کے پاس" یہ ہونا چاہیئے" والا جملہ نہ ہو.خود سوچیں کہ ایک انسان کے پاس اتنی ذہنی استطاعت کیسے آ گئی کہ وہ ہر فن میں کامل و اکمل ہو گیا۔۔چاہے وہ سیاست کا میدان ہو، معاشرتی معاملات ہوں، مذہبی معملات ہوں یا کچھ بھی۔اتنے جمیع علوم پر لیاقت اور تبصرے کی مہارت موصوف نے کہاں سے حاصل فرمالی؟اس سوال پر غور کرتے ہی شاید ساری حقیقت آپ پر کھل جائے کہ" چاہیئے چاہیئے" تو ایک بیماری ہے اور کچھ نہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ" یہ ہونا چاہیئے" کہنے والے عملی زندگی میں کیا کرتے ہیں، ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ یہ کچھ بھی نہیں کرتے صرف زبانی جمع خرچ کرتے رہتے ہیں۔ یقین نہ آئے تو انہیں کے مشورے پر کہ" یہ ہونا چاہئے" کہ جواب میں آپ ان سے کہیں "بلکل ہونا چاہیئے، آؤ مل کر کام کریں" پھر دیکھیں وہی بلی کے گلے میں گھنٹی والی ہماری کہانی آپ کو یاد آئے گی۔ان کے چہرے بدل جائیں گے۔یہ ایسے ایسے عذر پیش کریں گے کہ بس۔یعنی کام کچھ بھی نہیں کرنا بس یہ کہنا ہے کہ" یہ ہونا چاہیے وہ ہونا چاہیئے"۔

اگر کہیں سے یہ مرض آپ کو بھی لگ گیا ہے تو غور کریں اور اس" چاہیے" سے جان چھڑائیے اور کچھ کر جائیے۔آپ کا چھوٹا سا کام زندگی بھر کے" چاہیئے چاہیئے" کی رٹ لگانے سے لاکھ گنا اچھا ہے۔

اوران" چاہیئے چاہیئے" کی گردان کرنے والوں کو مشورہ دیں کہ آپ کو چاہیئے کہ آپ کام کریں ورنہ آپ کو خاموش رہنا چاہیئے۔ ان شاء اللہ اگر آپ نے ایک دو کا بھی

کامیاب اور دائمی علاج کر کے انہیں شاہراہ عمل پر اتار دیا تو یہ آپ کا بے مثالی کارنامہ ہوگا۔

یاد رکھیں کامیاب اشخاص باتیں کرنے کے بجائے کام کرتے ہیں۔ باتوں کے پل توسست و کاہل افراد بناتے ہیں جو ان کی باتوں کی طرح ہی کچے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم پر ہمارے عیوب روشن فرما کر ہمیں ان کی اصلاح کی توفیق سے نوازے۔آمین



مسجد میں داخل ہوں تو کیا پڑھیں؟

مسجد میں داخل ہونے سے پہلے سیدی معصوم الکائنات (نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر سلام پڑھیں پھر دعا پڑھیں۔(سنن ابوداؤد:465 صحیح)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ، أَوْ أَبَا أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ، يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لِيَقُلْ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، فَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

ترجمہ: حضرت ابوحمید یا ابواسید انصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجے پھر یہ دعا پڑھے: اللهم افتح لی أبواب رحمتك اے اللہ! مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، پھر جب نکلے تو یہ کہے: اللهم إنی أسألك من فضلك اے اللہ! میں

تیرے فضل کا طالب ہوں۔(سنن ابن ماجہ:771 صحیح)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَقُولُ بِسْمِ اللهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ قَالَ بِسْمِ اللهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: بسم الله والسلام على رسول الله اللهم اغفر لي ذنوبي وافتح لي أبواب رحمتك میں اللہ کا نام لے کر داخل ہوتا ہوں، اور رسول اللہ پر سلام ہو، اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے، اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، اور جب نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: بسم الله والسلام على رسول الله اللهم اغفر لي ذنوبي وافتح لي أبواب فضلك میں اللہ کا نام لے کر جاتا ہوں، اور رسول اللہ پر سلام ہو، اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے، اور اپنے فضل کے دروازے مجھ پر کھول دے۔(سنن کبریٰ للبیہقی:4321)

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَزَّازُ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ الْكَبِيرِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ

فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ وَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ وَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ))۔

[حسن۔ابن ماجہ ۷۷۳،ابن خزیمہ ۴۵۲-۲۷۰۶]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہے اور یہ کہے: اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے نکلے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہے اور یوں کہے: اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے پناہ دے۔(ابن ابی شیبہ:-3435)

حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُبَارَكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلاَمٍ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعَوَّذَ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

ترجمہ: حضرت محمد بن عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام جب مسجد میں داخل ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجتے اور یہ کہتے (ترجمہ) اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجتے اور شیطان سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

وفات کے بعد سلام علیک یارسول اللہ اور سلام علیک یا ابا بکر صحیح حدیث سے ثابت ہے۔(سنن کبری للبیہقی :10276 صحیح)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمِهْرَجَانِيُّ ابْنُ أَبِي عَلِيٍّ السَّقَّاءُ بِنَيْسَابُورَ وَأَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقْرِئُ الْمِهْرَجَانِيُّ

بِهَا قَالاَ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الْقَاضِي حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ ثُمَّ أَتَى الْقَبْرَ فَقَالَ السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا أَبَتَاهُ۔ [صحیح۔ اخرجہ عبدالرزاق ۶۷۲۴]

ترجمہ: نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر سے آتے تو مسجد میں داخل ہوتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر آتے اور کہتے: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو۔ اے ابوبکر! آپ پر بھی سلامتی ہو۔ اے اباجان! آپ پر بھی سلامتی ہو۔

سلام جس صیغہ سے مرضی پڑھو دونوں ثابت ہیں علیٰ بھی اور یا بھی۔



ایک جملے نے دنیا بدل دی

ابوحمزہ محمد حسان عطاری

بعض اوقات استاد یا کسی بڑی شخصیت کا فقط ایک جملہ طالب علم کی زندگی ہی بدل ڈالتا ہے۔ اور امت کو اس سے وہ فائدہ پہنچتا ہے جو اس جملے کہنے والے کے تصور میں بھی نہیں ہوتا۔ صرف ایک بات فرش سے عرش تک پہنچا دیتی ہے۔

چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اسماء الرجال کے امام کامل ہیں اور اہل استقرائے تام سے تعلق رکھتے ہیں اپنے شیخ امام برزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

هو الذى حبب إلى طلب الحديث فإنه رأى خطى فقال خطك يشبه

خط المحدثين فأثر قوله في وسمعت منه وتخرجت به في أشياء

یہ وہی ہے جنہوں نے مجھے طلب حدیث کا شوق دلایا، انہوں نے میری لکھائی دیکھ کر فرمایا: تمھاری لکھائی محدثین جیسی ہے، انکا یہ قول میرے دل میں گھر کر گیا اور میں نے ان سے سماع کیا اور ان کے ذریعہ کئی علوم میں مہارت حاصل کی۔

(الدرر الكامنة، ٢٣٨٣)، (تاريخ الاسلام، ٤٥٦٥٣)، (فهرس الفهارس والأثبات،٢٢٠١)

امام برزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو ایک جملہ ارشاد فرمایا، لیکن اس کے بدلے امت کو "تاریخ اسلام"، "سیر اعلام النبلاء"، "تذکرۃ الحفاظ"، "میزان الاعتدال"، "تذہیب تہذیب الکمال" اور "الکاشف" جیسی بلند پایہ کتب امت کو امام ذہبی کے قلم سے نصیب ہوئیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم کتاب "الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه" جسے ہم "صحیح بخاری" کے نام سے جانتے ہیں اس کتاب کا محرک بھی امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ محترم اسحاق بن راھویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک جملہ بنا۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی اس کتاب کے لکھنے کا ایک سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میں امام اسحاق بن راہویہ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا: کاش تم میں سے کوئی ایک ایسی کتاب لکھے جس میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح احادیث ہوں۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ یہ بات میرے دل میں اتر گئی لہٰذا میں اس کتاب کو جمع کرنے میں لگ گیا۔

(ملخصا من التوضيح لابن ملقن، ٢٨٢)، (تغليق التعليق لابن حجر،

۴۱۹۵)، (تهذيب الأسماء للنووى، ۷۴۱)، (تاريخ ابن عساكر، ۷۲۵۲)، (البحر الذى ذخر للسيوطى، ۵۲۱۲)

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ابتداء صرف کاروبار میں ہی مشغولیت تھی آپ کو امام اعظم بنانے والی شخصیت بھی آپ کے استاد محترم امام عامر بن شراحبیل الشعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک جملہ ہی تھا۔

عقود الجمان میں ہے:

روى أبو محمد الحارثى بسنده عن الإمام أبى حنيفة قال مررت يوما على الشعبى وهو جالس فدعانى وقال إلى ما تختلف (بحر عربی) فقلت أختلف إلى فلان ،قال لم أعن السوق عنيت الاختلاف إلى العلماء، فقلت أنا قليل الاختلاف إليهم ، فقال لا تفعل وعليك بالنظر فى العلم ومجالسة العلماء فإنى أرى فيك يقظة وحركة، قال فوقع فى قلبى من قوله فتركت الاختلاف أى إلى السوق وأخذت العلم فنفعنى الله بقوله

ابومحمد عبداللہ حارثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی سند سے امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ایک دن میں امام شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس سے گزرا تو وہ بیٹھے تھے انہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا: کہاں آنا جانا رکھتے ہو؟ میں نے جواب دیتے ہوئے کہا: فلاں کے پاس جاتا ہوں۔ امام شعبی نے فرمایا: میری مراد بازار نہیں بلکہ علماء کے پاس جانا تھا۔ اس پر میں نے کہا: میں انکے پاس کم ہی جاتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: ایسا نہ کرو بلکہ تمہیں تو علم وعلماء کی مجالس کی طرف توجہ دینی چاہیے بے شک میں نے تم میں بیدار مغزی وذہانت دیکھی ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ان کی اس بات نے مجھ پر بہت اثر کیا

اور میں نے کاروبار ترک کیا اور علم حاصل کرنے لگا۔ اللہ پاک نے ان کی بات کی وجہ سے مجھے بہت نفع عطا فرمایا۔ (عقود الجمان، ورق 64 مخطوط)

امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ تعالی علیہ فقہ حنفی کے عظیم پیشوا ہیں آپ کے استادوں میں امام زفر اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہما جیسی عظیم ہستیاں شامل ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: میں علم حاصل کرنے کے لیے پہلے امام زفر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس جایا کرتا تھا جو مسئلہ مجھ پر دشوار ہوتا میں ان سے اس مسئلے کے متعلق سوال کرتا تو وہ میرے لیے اس مسئلے کی وضاحت کرتے لیکن میں سمجھ نہیں پاتا تھا بالآخر جب میں نے انہیں تھکا دیا تو انہوں نے فرمایا:

تیری خرابی ہو نہ تم میں صلاحیت ہے اور نہ ہی تمہیں کوئی نفع ہوتا ہے مجھے نہیں لگتا ہے تم کبھی کامیاب ہو پاؤ گے۔

حسن بن زیاد فرماتے: پھر میں انکے یہاں شکستہ دل وغمگین ہوکر نکل کر ابو یوسف کے پاس آتا تو وہ میرے لیے مسئلہ کی تفصیل کرتے جب میں سمجھ نہیں پاتا تو مجھ سے کہتے: ٹھہر جاؤ، پھر مجھ سے پوچھتے: کیا اس وقت بھی تم ویسے ہی ہو جیسے تم نے شروعات کی تھی؟ میں کہتا: نہیں، کچھ چیزیں سمجھ آئی ہیں اگرچہ اپنی چاہت کے مطابق مکمل سمجھ نہیں پایا ہوں، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے: جو بھی چیز کم ہوتی ہے آخر کار اپنی غایت کو پہنچ ہی جاتی ہے تم صبر کرو مجھے لگتا ہے کہ تم اپنی مراد کو پہنچ ہی جاؤ گے. حسن بن زیاد فرماتے ہیں: کہ مجھے انکے صبر سے حیرت ہوتی۔ (حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی، ص ۵۹)

استاد کے کہے پر عمل کیا تو بالآخر ایک وقت آیا آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ امامت کے درجہ پر پہنچ ہی گئے۔

اس کی اور بھی مثالیں موجود کسی اور تحریر میں بیان کریں گے ان شاء اللہ عزوجل۔
بہر حال حوصلہ افزائی کریں حوصلہ شکنی نہ کریں۔



اسلام میں مصافحہ و معانقہ اور گلے ملنے کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر فیض احمد چشتی

محترم قارئین کرام: بعض لوگ اسلام کے نام پر اسلامی تعلیمات کو ہی بدعت اور شرک کا نام دے کر مسلمانوں کو اصل اسلام سے دور لے جانے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں جبکہ یہ ان کی شیطانی سوچ ہے۔ شاہد وہ چند لوگوں کو تو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں لیکن اللہ تعالی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو امت کے سواد اعظم کے ذریعے قیامت تک زندہ رکھے گا۔

آیئے اب معانقہ (گلے ملنا) کے بارے میں جانتے ہیں کہ یہ بدعت ہے یا سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے؟

جب دو مسلمان بھائی آپس میں ملیں تو پہلے سلام کریں اور پھر دونوں ہاتھ ملائیں کہ بوقت ملاقات مصافحہ کرنا سنّتِ صحابہ علیہم الرضوان بلکہ سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج٦، ص ٣٥٥)

حضرت ابوالخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا، کہ مصافحہ (ہاتھ ملانا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں مروج تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں۔ (صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب المصافحہ، الحدیث ٦٢٦٣، ج ۴، ص ١٧٧، چشتی)

جیسا کہ حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کرو، اس سے کینہ جاتا رہتا ہے اور ہدیہ بھیجو آپس میں محبت ہوگی اور دشمنی جاتی رہے گی۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الادب، باب ماجآء فی المصافحہ، الحدیث ۴۶۹۳، ج ۲، ص ۱۷۱، چشتی)

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب دو مسلمانوں نے ملاقات کی اور ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا (یعنی مصافحہ کیا) تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ ان کی دعا کو حاضر کر دے (یعنی قبول فرمالے) اور ہاتھ جدا نہ ہونے پائیں گے کہ ان کی مغفرت ہو جائے گی۔ اور جو لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور سوائے رضائے الٰہی عزوجل کے ان کا کوئی مقصد نہیں تو آسمان سے منادی ندا دیتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ تمہاری مغفرت ہوگئی، تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث ۱۲۴۵۴، ج ۴، ص ۲۸۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملے اور ہاتھ پکڑے (یعنی مصافحہ کرے) تو ان دونوں کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے تیز آندھی کے دن میں خشک درخت کے پتے۔ اور ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، فصل فی المصافحۃ والمعانقۃ، الحدیث ۸۹۵۰، ج ۶، ص ۴۷۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب دو دوست آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پاک پڑھتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، فصل فی المصافحۃ والمعانقۃ، الحدیث ۸۹۴۴، ج ۶، ص ۴۷۱، چشتی)

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اہل یمن نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں اور وہ پہلے آدمی ہیں، جنہوں نے آ کر مصافحہ کیا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی المصافحہ، الحدیث ۵۲۱۳، ج ۴، ص ۴۵۳، چشتی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر پوچھے کہ مزاج کیسا ہے؟ اور پوری تحیت (سلام کرنا) یہ ہے کہ مصافحہ بھی کیا جائے۔ (جامع الترمذی، کتاب الاستیذان والادب، باب ماجآء فی المصافحہ، الحدیث، ۲۷۴۰، ج ۴، ص ۳۳۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں، لوگوں کو تم اپنے اموال سے خوش نہیں کر سکتے لیکن تمہاری خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی انہیں خوش کر سکتی ہیں۔ (شعب الایمان، باب حسن الخلق، فصل فی طلاقۃ الوجہ، الحدیث ۸۰۵۴، ج ۶، ص ۲۵۳)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے گھر میں تھے، زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اٹھ کر کپڑا کھینچتے ہوئے ان کی طرف تشریف لے گئے۔ ان سے معانقہ کیا اور ان کو بوسہ دیا۔ (جامع الترمذی، کتاب الاستئذان، باب ماجآء فی المعانقۃ والقبلۃ، الحدیث ۲۷۴۱، ج ۴، ص ۳۳۵، چشتی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا، جب وہ حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرطِ شفقت سے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگا لیا۔ چنانچہ حضرت ایوب بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا، میں نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، جس وقت تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ملتے تھے کیا نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تمہارے ساتھ مصافحہ فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: میں کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو نہیں ملا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے ساتھ مصافحہ کرتے (یعنی میں نے جب بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مصافحہ ضرور فرمایا) ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میری طرف پیغام بھیجا۔ میں اپنے گھر موجود نہیں تھا۔ جب میں آیا مجھے خبر دی گئی۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تخت پر رونق افروز تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے گلے لگالیا۔ یہ بہت بہتر ہوا اور بہتر۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی المعانقہ، الحدیث ۵۲۱۴، ج ۴، ص ۴۵۳، چشتی)

حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو ان کو بھی گلے سے لگایا چنانچہ حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے تو گلے سے لگالیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی قبلہ ما بین العینین، الحدیث ۵۲۲۰، ج ۴، ص ۴۵۵)

محترم قارئین کرام: خوش نصیب صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رحمت بھرے ہاتھوں کو چومنے کی سعادت بھی حاصل کرتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک واقعہ مروی ہے جس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب ہوئے اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی قبلۃ الید، الحدیث ۵۲۲۳، ج ۴، ص ۴۵۶)

حضرت زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، یہ بھی اس وقت وفد میں شریک تھے۔آپ فرماتے ہیں کہ جب ہم اپنی منزلوں سے مدینہ شریف پہنچے تو جلدی جلدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دست مبارک اور قدم شریف کو بوسہ دیا۔(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی قبلۃ الرجل، الحدیث ۵۲۲۵، ج ۴،ص ۴۵۶، چشتی)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم برہنہ (قمیض کے بغیر) کپڑے کھینچتے ہوئے ان کی طرف بڑھے۔اللہ کی قسم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے پہلے یا بعد کبھی اس طرح نہیں دیکھا۔ فاعتنقه وقبله۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں گلے لگایا اور ان کا بوسہ لیا۔(ترمذی، السنن، 5: 72، باب: ما جاء فی المعانقه والقبله، رقم:2732، دارالفکر، بیروت)

حضرت ایوب بن بشیر عنزہ قبیلہ کے ایک شخص نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا جب وہ ملک شام سے رخصت ہونے لگے کہ میں آپ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حدیثوں میں سے ایک حدیث پوچھنا چاہتا ہوں۔فرمایا کہ اگر کوئی راز نہ ہوا تو میں تمہیں بتادوں گا۔ میں عرض گزار ہوا کہ وہ راز نہیں ہے۔کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاقات کے وقت آپ حضرات سے مصافحہ کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ میں جب بھی ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے مصافحہ فرمایا اور ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلوایا لیکن میں گھر میں نہیں تھا۔ جب میں آیا تو مجھے بتایا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے یاد فرمایا ہے۔پس میں حاضر بارگاہ ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے تخت پر جلوہ افروز تھے۔فالتزمنی، فکانت تلك اجود واجود۔تو آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے گلے لگا لیا۔ یہ منظر نہایت عمدہ تھا، نہایت عمدہ تھا۔
(ابوداؤد، السنن، 395:4، باب فی المعانقة، رقم: 5214، دار الفکر بیروت، چشتی)

شعبی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم: تلقی جعفر بن ابو طالب فالتزمه وقبل ما بین عینیه۔ حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان سے معانقہ فرمایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیاں بوسہ دیا۔ (ابوداؤد، السنن، 397:4، باب فی قبلة ما بین العینین، رقم: 5220)

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے عظیم پیشوا حضرت سیدنا بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مشائخ و بزرگان دین رحمہم اللہ کی دست بوسی یقیناً دین و دنیا کی خیر و برکت کا باعث بنتی ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے ایک بزرگ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا، مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ؟ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کہا، دنیا کا ہر معاملہ اچھا اور برا میرے آگے رکھ دیا اور بات یہاں تک پہنچ گئی کہ حکم ہوا، اسے دوزخ میں لے جاؤ اس حکم پر عمل ہونے ہی والا تھا کہ فرمان ہوا ٹھہرو ایک دفعہ اس نے جامع دمشق میں خواجہ شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دستِ مبارک کو چوما تھا۔ اس دست بوسی کی برکت سے ہم نے اسے معاف کیا۔ (اسرار اولیاء مع ہشت بہشت، ص ۱۱۳)

مزید شیخ المشائخ بابا فرید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن بہت سارے گناہگار، بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی دست بوسی کی برکت سے بخشے جائیں گے اور دوزخ کے عذاب سے نجات حاصل کریں گے۔ (اسرار اولیاء مع ہشت بہشت، ص ۱۱۳)

دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کریں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۹۸)

جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ (بہار شریعت، حصہ

۱۶،ص ۹۷)

رخصت ہوتے وقت بھی مصافحہ کریں۔صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس کے مسنون ہونے کی تصریح نظر فقیر سے نہیں گزری مگر اصل مصافحہ کا جواز حدیث سے ثابت ہے تو اس کو بھی جائز ہی سمجھا جائے گا۔(بہار شریعت، حصہ ۱۶،ص ۹۸)

فقط انگلیوں کے چھونے کا نام مصافحہ نہیں ہے سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور دونوں کے ہاتھوں کے مابین کپڑا وغیرہ کوئی چیز حائل نہ ہو۔(بہار شریعت، حصہ ۱۶،ص ۹۸، چشتی)

مصافحہ کرتے وقت سنت یہ ہے کہ ہاتھ میں رومال وغیرہ حائل نہ ہو، دونوں ہتھیلیاں خالی ہوں اور ہتھیلی سے ہتھیلی ملنی چاہیے۔(بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶،ص ۹۸)

مسکرا کر گرم جوشی سے مصافحہ کریں۔درود شریف پڑھیں اور ہو سکے تو یہ دعا بھی پڑھیں یَغۡفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمۡ (یعنی اللہ عزوجل ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے)

ہر نماز کے بعد لوگ آپس میں مصافحہ کرتے ہیں یہ جائز ہے۔(ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹،ص ۶۸۲)

گلے ملنے کو معانقہ کہتے ہیں اور یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ثابت ہے۔(بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶،ص ۹۸)

صرف تہبند باندھ کر یا پاجامہ پہنے ہوں اس وقت معانقہ نہ کریں بلکہ کُرتا پہنا ہوا ہو یا کم از کم چادر لپٹی ہوئی ہونی چاہیے۔(بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶،ص ۹۸)

عیدین میں معانقہ کرنا جائز ہے۔(بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶،ص ۹۰)

عالمِ دین کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے۔(بہار شریعت، حصہ ۱۶،ص ۹۹)

مصافحہ کے بعد اپنا ہی ہاتھ چوم لینا مکروہ ہے۔(بہارشریعت، حصہ ۱۶،ص۹۹)

ہاتھ پاؤں وغیرہ چومنے میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ محل فتنہ نہ ہو، اگر معاذ اللہ شہوت کے لئے کسی اسلامی بھائی سے مصافحہ یا معانقہ کیا، ہاتھ پاؤں چومے یا نعوذ باللہ پیشانی کا بوسہ لیا تو یہ ناجائز ہے۔(بہارشریعت،حصہ ۱۶،ص۹۸)

والدین کے ہاتھ پاؤں بھی چوم سکتے ہیں۔ عالم باعمل اور نیک مسلمان بھائی کی آمد پر تعظیم کیلئے کھڑا ہوجانا جائز بلکہ مستحب ہے مگر وہ عالم یا نیک شخص بذات خود اپنے آپ کو تعظیم کا اہل تصور نہ کرے اور یہ تمنا نہ کرے کہ لوگ میرے لئے کھڑے ہوجایا کریں۔اور اگر کوئی تعظیما کھڑا نہ ہوتو ہرگز ہرگز دل میں کدورت (میل) نہ لائیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳،ص۷۱۹)

محترم قارئین کرام: مذکورہ بالا احادیث و دلائل سے معلوم ہوا مصافحہ اور معانقہ یعنی گلے ملنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سنت مبارکہ ہے۔ جو اس کو بدعت کہے وہ لوگوں کو سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کررہا ہے۔اگر معانقہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تو پھر عید کے دن یا عام دنوں میں اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔



غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی علیہ الرحمہ

محمد عثمان صدیقی

25 رمضان شریف حضور غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا یوم عرس ہے آپ کی طلسماتی شخصیت پر تحقیق پیش ہے۔

غزالیٔ زماں علیہ الرحمہ کی اسلام وسنیت اور فروغ علم دین کے لئے عظیم خدمات اور مسلسل مساعی اظہر من الشّمس ہیں۔

آپ امروہہ ضلع مراد آباد کے موقر سادات کے علمی گھرانہ کی ممتاز علمی شخصیت تھے۔حضور ممدوح موصوف نے جہاں درس وتدریس و وعظ وتبلیغ کے ذریعہ اہلسنت اور دین حق، دین اسلام کی نمایاں خدمات انجام دیں، وہاں مذہب حق مذہب مہذب اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

ملتان شریف اگرچہ اولیاءاللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا روحانی مرکز اور حضرت غوث بہاء الحق زکریا سہروردی، سیدنا شاہ رکن عالم سہروردی، حضور سیدنا غوث موسیٰ پاک شہید قدست اسرارہم کا مسکن ومستقر تھا۔لیکن ماضی قریب میں یہاں کسی خالص مخلص ہادی مہدی متصلب اہلسنت عالم دین کی اشد ضرورت اس لیے محسوس ہونے لگی کہ سنیت کے نام پرسنی بن کر وہابیت نجدیت کو فروغ دینے والے حنفیت کا لبادہ اوڑھ کرعوام وخواص کو مغالطہ دینے والے بہت بڑھتے جارہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے یوپی انڈیا سے غزالی زماں کو ابر رحمت بنا کر بھیجا۔

آپ نے ابتداً جامعہ نعمانیہ لاہور اور پھر اوکاڑہ میں مختصر عرصہ قیام فرمایا اور دینی خدمات سرانجام دیں اور پھر ملتان شریف میں مستقل قیام فرمایا۔

آپ ایسے ماحول میں ملتان تشریف لائے جبکہ یہاں احراری کانگریسی مکتب فکر کے دیوبندی امیر شریعت احرار اور تھانوی کے خلیفہ معتمد خیر محمد جالندھری خطیب احرار محمد علی جالندھری اور مقرر احرار شجاع آبادی اور جمعیت العلماء ہند ”مدنی کانگریسی اجودھیاء باشی اور سیوہاروی کے جانشین قاسمی افکار“ کے حامل موجود تھے۔

سنیت اور افکار سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ کی صحیح ترجمانی کرنے والا کوئی نہ تھا۔

ابتداً آپ کے برادر اکبر استاذ محترم و شیخ طریقت مرشد برحق عارف حقیقت نازش سنیت علامہ قاری سید محمد خلیل الکاظمی محدث امروہوی علیہ الرحمہ بھی تشریف لے

آئے۔

یہ بزرگوار قیام پاکستان سے پہلے اور بعد دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں مستقل ممتحن رہے۔

جب تک حضور محدث اعظم حضرت قبلہ شیخ الحدیث علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز مظہر اسلام بریلی شریف کے صدر المدرسین و شیخ الحدیث رہے، باقاعدہ حضرت محدث امروہوی علیہ الرحمہ دورہ حدیث شریف کے طلباء کے امتحان لینے کے لئے تشریف لاتے رہے۔

اور پابندی کے ساتھ بریلی شریف کے عرس قادری رضوی میں آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف تشریف لاتے رہے اور شہزادۂ و جانشین اعلیٰ حضرت شیخ الفقہاء امام العلماء حضرت قبلہ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری سجادہ نشین بریلی شریف کے مہمان ہوئے۔

حضرت غزالی زماں علیہ الرحمہ آپ کے ہمراہ ہوتے تھے۔

حضرت کا اسلوب حسن عقیدت ایسا دل آویز و روح پرور تھا کہ امروہہ سے ٹرین کے ذریعہ بریلی شریف جنکشن ریلوے اسٹیشن پر اترتے اور محلہ سوداگراں اور مظہر اسلام بہاری پور ڈھال تک پیدل چل کر تشریف لے جاتے، جب مولوی خلیل انبیٹھوی نے حسام الحرمین کے نام نہاد جواب کے طور پر جعل سازی اور فریب کاری کا مجموعہ ''المہند'' نامی رسالہ شائع کیا تو شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہ نے اس کے رد ابطال میں راد المہند اور ''الصوارم الہندیہ'' شائع فرمائی، جس میں برصغیر پاک و ہند کے جملہ صوبہ جات کے اکابر علماء آئمہ وفقہاء اہلسنت کی تصدیقات شامل کیں تو اس میں امروہہ سے حضرت قبلہ علامہ سید محمد خلیل الکاظمی محدث امروہوی اور حضرت غزالئ زماں قدس سرہ کی تصدیقات بھی شامل کیں اور ہر دو حضرات نے حسام

الحرمین کی تائیدوتوثیق وتصدیق فرمائی (ص75،74،الصوارم)

ایک بار سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے عرس قادری رضوی کے موقع پر غزالی زماں تقریر کررہے تھے۔

سیدنا حضور مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت اپنے دولت کدہ پر رضوی دارالافتاء پر بیٹھے ہوئے تقریر سن رہے تھے۔فرمایا امروہہ کے چھوٹے سید صاحب تقریر کررہے ہیں، بہت عمدہ طرز استدلال ہے، بہت خوب بیان وکلام ہے''

ملتان شریف میں جلوہ آرائی اور مستقل سکونت کے بعد اہلسنت کی درخشاں دینی درسگاہ انوار العلوم کا قیام حضور غزالی زماں کے دست مبارک سے عمل میں آیا۔

ابتداً دورہ حدیث شریف کے اسباق حضرت محدث امروہوی علیہ الرحمہ نے پڑھائے پھر حضرت غزالی زماں اور حضرت محدث امروہوی قدس سرہما دورۂ حدیث شریف کی کتب دونوں حضرات پڑھاتے رہے۔

مدرسہ انوار العلوم کا قیام اہلسنت کے لئے نعمت سے کم نہ تھا۔

انوار العلوم کے افتتاح کے موقع پر بریلی شریف سے شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا نوری رضوی قدس سرہ اور سیدی سندی حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد علیہ الرحمہ صدر المدرسین وشیخ الحدیث بریلی شریف کو خصوصی طور پر دعوت افتتاح دی گئی۔

ان دونوں حضرات کا قیام درسگاہ حضرت غوث موسیٰ پاک شہید علیہ الرحمہ کے صدر دروازہ میں عین سامنے چہارہ میں تھا۔

حضرت غزالی زماں کی شبانہ روز کی مسلسل مساعی اور محنت شاقہ سے یہ اجلاس افتتاح اس قدر کامیاب ہوا کہ پورے جنوبی پنجاب میں اس کا عام شہرہ ہوا۔اہلسنت کی حقانیت وصداقت کا ڈنکا بج گیا۔انوار العلوم ملتان غزالی زماں کی علمی یادگار ہے، جہاں

سے سینکڑوں علماء کرام فارغ التحصیل ہوکر اندرون اور بیرون ملک دینی اور مسلکی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

انوار العلوم میں حضرت علامہ قاری سید محمد خلیل الکاظمی محدث امروہوی، غزالی زماں علامہ کاظمی صاحب، مولانا مفتی امید علی گیاوی، مولانا مفتی مسعود علی صاحب علی گڑھی، علامہ مفتی عبدالحفیظ قادری مفتی آگرہ، مولانا غلام رسول رضوی نوری، مولانا محمد شریف رضوی، مولانا منظور احمد فیضی وغیرہم جیسے عبقری مدرسین و اساطین علم درس و تدریس کی خدمت سرانجام دے چکے ہیں۔

انوار العلوم کے مقتدر فضلا ہیں۔ مولانا منظور احمد پٹیالوی، مولانا منظور احمد فیضی، مولانا منظور احمد میاں چنوں، مولانا صاحبزادہ محمود الحسن، مولانا حافظ پیر بخش بلوچ چشتی، مولانا کاظم القادری، مفتی غلام مصطفیٰ رضوی، مولانا خدا بخش اظہر شجاع آبادی، مولانا عبدالقادر صاحب جلال پوری، مولانا حسن الدین، مولانا مفتی سعادت علی قادری، مولانا شجاعت علی قادری، مولانا محمد حسن حقانی، مولانا غلام سرور قادری، مولانا مشتاق احمد چشتی، مولانا مفتی محمد اقبال رضوی سعیدی، مولانا عبدالحکیم صاحب شجاع آبادی، مولانا قادر بخش حسین آبادی وغیرہم جیسے کثیر علماء شامل ہیں جو نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

غزالی زماں علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمہ نے جمعیت العلماء پاکستان کے قیام میں اہم کردار ادا کیا اور غازی کشمیر علامہ ابوالحسنات سید محمود احمد قادری علیہ الرحمہ کی صدارت کے عرصہ میں مرکزی ناظم اعلیٰ رہے۔

اس دوران جماعت اسلامی کے بانی مسٹر مودودی صاحب سے اچھرہ تشریف لے جا کر ان کے عقائد و افکار اور اسلامی طرز حکومت پر علمی مکالمہ فرما کر مودودی صاحب کو ساکت کیا اور مودودیت کے رد میں ''آئینہ مودودیت''، ''خطرہ کی گھنٹی'' اور ''مکالمہ

کاظمی ومودودی'' ارقام فرمائیں۔تبلیغی جماعت کی جانب سے پاکستان بھر میں تبلیغ کی آڑ میں بدعقیدگی پھیلائی جارہی تھی ایسے میں اہلسنت کے ایمان وعقائد کے تحفظ ودعوت وتبلیغ کے لئے ایک موثر عالمگیر تحریک دعوت اسلامی آپ کی بھی کاوشوں کا ثمر ہے تاسیسِ دعوت اسلامی کے دیگر اکابرین اہلسنت بانیوں میں آپ بھی شامل ہیں۔

بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی نے ختم نبوت کے جدید معنی اختیار کیے ہوئے تھے تو علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے نانوتوی کے افکار کے رد میں ''التبشیر بردتحذیر'' تحریر فرمائی۔

مخالفین اہلسنت نے جب حضور اقدس سید عالم سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظل اور سایہ کے اثبات کے متعلق غوغا آرائی کی پمفلٹ اور رسائل شائع کئے اور مدیر ''تجلی'' دیوبند عامر عثمانی نے ظل نمبر شائع کیا تو علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اس کے رد میں ایک فاضلانہ کتاب ''نفی الظل والفی'' تحریر فرمائی جو اپنے عنوان پر حرف آخر ہے اور مخالف محو سکوت ہیں، جواب الجواب سے عاجز و بے بس ہیں۔

ملتان کے دیوبندی ماہنامہ رسالہ ''الصدیق'' میں حدیث مشورہ پر سیدنا امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی تحقیقات علیہ کا مذاق اڑایا گیا اور استہزاء کیا۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مسلک تحقیق اعلیٰ حضرت کی مدافعت ودفاع میں کتاب ''حدیث استشارہ'' تصنیف فرمائی۔دیوبندی جریدہ الصدیق آج تک لب باندھے دم سادھے بیٹھا ہے اور زبان وقلم پر مہر سکوت لگ گئی۔

مسئلہ تکفیر اور سنی بریلوی، دیوبندی وہابی اختلافات پر علامہ کاظمی نے ایک فیصلہ کن اہم کتاب ''الحق المبین'' تصنیف فرمائی جو صلح کلیت گول مول اتحادی قسم مولویوں کے لئے تازیانہ عبرت ہے۔

دیت کے مسئلہ پر جب مسٹر طاہر القادری نے اپنی فکر اور تجدد پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی ذاتی وانفرادی تحقیق ناحق کا مظاہرہ کیا تو غزالی زماں نے ''اسلام میں عورت کی

دیت''نامی مدلل و محقق کتاب تصنیف فرمائی جس میں نام لئے اور ذاتی شخصی تخاطب کئے بغیر مسٹر ڈاکٹر پروفیسر کینیڈا برانڈ خودساختہ شیخ الاسلام کو منکر اجماع اور سواد اعظم اہلسنت سے خروج ضال قرار دیا جس کا خودساختہ جعلی شیخ الاسلام کوئی جواب نہ دے سکا۔

بقول ماسٹر حاجی محمد شبیر سعیدی علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے مسئلہ دیت پر بحث کے لئے طاہر القادری جب انوار العلوم ملتان آیا تو غزالی زماں علیہ الرحمہ سے کہنے لگا، وہ کتاب لاؤ۔ یہ کتاب لاؤ، وہ کتاب نکالو، یہ کتاب نکالو، بقول ماسٹر محمد شبیر سعیدی آپ نے مسٹر طاہر کے بارے پیشگوئی فرمائی علامہ کاظمی نے فرمایا، اس کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوگا۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنی حیات ظاہری میں نہ کبھی طاہر القادری کو انوار العلوم کے جلسہ میں خطاب کے لئے بلایا، نہ کبھی علامہ کاظمی کبھی خود منہاج القرآن میں گئے اور منہاجیوں کا یہ دعویٰ بدترین فریب و فراڈ ہے کہ مسٹر طاہر القادری انوار العلوم کا فاضل اور غزالی زماں کا شاگرد ہے۔ سراسر کذب قبیح اور افتراء صریح ہے۔ بطور طالب علم و شاگرد ایک دن بھی انوار العلوم میں نہیں پڑھا۔ جبکہ ان کے حواریوں کے بقول ۱۹۷۹ء میں علامہ کاظمی سے اجازت روایت کی سند حاصل کی''(مختلف پمفلٹ ورسائل فرقہ طاہریہ منہاجیہ)

اب ذرا موضوع سے ہٹ کر مسٹر طاہر کے غزالی زماں کی شاگردی کے حوالے سے کچھ حقائق اگر مسٹر طاہر شاگرد ہوتا بھی تو کیا گمراہی و ضلالت سے پہلے شیطان مردود و ابلیس لعین معلم الملکوت نہیں تھا؟

جب مسٹر ڈاکٹر پروفیسر ہر بدمذہب ہر باطل فرقہ کے آئمہ کی اقتداء میں نمازیں ضائع کرنے اور گستاخانہ کفریہ عبارات میں حسام الحرمین کے فتاویٰ سے انحراف کرنے لگے۔

دیت کے مسئلہ میں ضال اور سواد اعظم سے خروج قرار پائے تو علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی سند و اجازت اور شاگردی کچھ کام نہ آئے گی اور حضرت غزالی زماں علیہ الرحمہ کا نام نامی استعمال کرنا محض اپنے مفاد اور سنی علماء و عوام کو مغالطہ دینے کے مترادف ہے۔

اگر مسٹر ڈاکٹر پروفیسر علامہ کاظمی کی سند اور اجازت یا شاگردی کے دعویٰ میں سچا ہے تو کاظمی صاحب کی طرح حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ اور علامہ کاظمی کی کتاب الحق المبین پر دستخط کر دے، جن کے اقتداء میں مسٹر ڈاکٹر پروفیسر صاحب نمازیں برباد کرتے ہیں اور جائز سمجھتے ہیں۔

ان کے متعلق حضرت غزالی زماں علیہ الرحمہ کا فتویٰ مبارکہ بدیں الفاظ موجود و محفوظ ہیں...... ''ان کی خود نماز نہیں ہوتی تو ان کی اقتداء میں بھی کسی کی نماز نہیں ہوتی...... الخ (بلفظہ وبعینہ)

اور یہ بھی واضح کر دوں کہ مسٹر ڈاکٹر بالفرض سیدی حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ یا مجدد دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا بھی براہ راست شاگرد ومرید ہوتا تو موجودہ حالت وکیفیت میں محدث اعظم اور اعلیٰ حضرت کی سند اور اجازت اور شاگردی اس کے کام نہ آتی اور قابل قدر نہ ہوتا مسٹر ڈاکٹر پرفیسر حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ اور ''الحق المبین'' اور ''رد التبشیر بر تحذیر'' پر دستخط کر دے اور دیت کے مسئلہ میں علامہ کاظمی کی تصنیف وفتاویٰ پر دستخط کر دے اور لکھدے فلاں فلاں غیر سنی بدمذہب بدعقیدہ کے اقتداء میں نماز جائز نہیں، ہم اپنی غلطی کا اعتراف کر لیں گے ہمیں کچھ ضد وعناد نہیں۔

راقم الحروف نے یہ اضافی وضاحت اس لئے کر دی کہ کوئی بھی جدید فتنہ وفرقہ کا بانی شیخ الاسلام بن کر غزالی زماں علیہ الرحمہ کے نام سے دھوکہ اور مغالطہ نہ دے۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ جس طرح تصنیف وتالیف میں ید طولیٰ اور مہارت تامہ رکھتے تھے، اسی طرح حسن خطابت میں بہتا ہوا دریا نہیں ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھے۔ مذہب حق اہلسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی بے دریغ ترجمانی فرماتے، وزیر اعظم چوہدری محمد علی کے دور میں 23 مارچ قرارداد پاکستان کے حوالہ سے سرکاری سطح پر قلعہ کہنہ پر ایک جلسہ ہوا جس میں سرکاری سطح وانتظامیہ کی ایماء پر تمام مکاتیب فکر کے علماء کو مدعو کیا گیا تھا، جس میں

خیر المدارس کے بانی اور مولوی اشرفعلی تھانوی کے خلفیہ مولوی خیر محمد جالندھری اور مشہور دیوبندی احراری مقرر وخطیب محمد علی جالندھری اور مودودی جماعت سندھ کے امیر سلطان احمد اور امین حسن اصلاحی اور غیر مقلدین کے سرکردہ اکابر علماء بھی خطاب کرر ہے تھے لیکن علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا خطاب اور پر جوش بیان بہتا ہوا سمندر تھا۔''اسلامی قانون کیا ہے، میرے آقا کی مقدس اداؤں کا نام ہے'' جوش خطاب سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اسپیکر سے چنگاریاں نکل رہی ہیں۔دوسرے حضرات آپ کے سامنے طفل مکتب نظر آتے تھے، سب دم بخود تھے۔اسی عرصہ کی بات ہے کہ ایک بار سنی بریلوی دیوبندی وہابی اختلاف کے باعث کافی انتشار ہوا۔ان دنوں چوک بازار کی مسجد پھول ہٹ کی امامت وخطابت پر بھی شدید اختلاف ہوا۔دونوں مکاتب فکر کے علماء بلکہ خود علامہ کاظمی صاحب کو بھی مچلکہ ضمانت دینا پڑا۔اس دوران بھی حسین آگاہی میں انتظامیہ کی طرف سے سرکاری سطح پر ایک مشترکہ جلسہ بلایا گیا۔سبھی مکاتیب فکر کے علماء تھے، دیوبندی مقرر مولوی محمد علی جالندھری نے دوران تقریر مچل کر کہا''میں لوہے کا لٹھ دیوبندی ہوں''۔

علامہ کاظمی صاحب نے اپنی جوابی تقریر میں کہا''معلوم ہونا چاہیئے لوہا پگھل جاتا ہے......الحمدللہ میں پتھر کی طرح سخت بریلوی ہوں، پتھر نہیں پگھلتا،لوہا پگھل جاتا ہے''

مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت اور پابندی کے لئے برملا فرمایا کرتے تھے''وہ میرا مرید نہیں جو مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی پابندی نہیں کرتا'' اور فرمایا''میرا مسلک مسلک اعلیٰ حضرت ہے،ہم کیا ہیں، جو کچھ ہیں وہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ہیں''ایک بار علامہ خدابخش اظہر علیہ الرحمہ نے عرض کیا:

حضور ہم اعلیٰ حضرت کے غلام ہیں، اعلیٰ حضرت کے خدام و نیاز مند ہیں مگر اعلیٰ حضرت کے مقلد تو نہیں ہیں۔اس پر علامہ کاظمی صاحب نے علامہ اظہر کے دونوں کان پکڑ لئے اور فرمایا''مولانا ہم دنیائے عشق ومحبت میں اعلیٰ حضرت کے مقلد ہیں،مقلد ہیں''

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت کی تحقیقات عالیہ پر حضرت غزالی زماں علیہ الرحمہ کو ایسا غیر متزلزل وثوق و اعتماد تھا۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے معاندین و معترضین کے جاہلانہ و معاندانہ اعتراضات و اشکالات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں ''الحمدللہ اہل علم نے دیکھ لیا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز علم وفضل کا وہ بحر ذخار ہیں جس کے ساحل تک بھی منکرین کی رسائی نہیں (حدیث استشارہ ص 8)

''منکرین و معترضین کا امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت علیہ الرحمہ کی شان اقدس میں ناشائستہ کلمات کہنا...... پھبتیاں اڑانا تو یہ کوئی نئی بات نہیں، یہ لوگ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تصانیف جلیلہ پر اپنی لاعلمی کی وجہ سے ہمیشہ مذاق اڑاتے اور منہ کی کھاتے رہے ہیں...... ''الصدیق ملتان'' کا مضمون اعلیٰ حضرت کے خلاف اور اس کا دندان شکن جواب...... پڑھ چکے ہوں گے۔ اس سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی جلالت علمی اور منکرین کی بے مائیگی و لاعلمی کا انہیں بخوبی اندازہ ہوگیا ہوگا...... اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی وسعت علم کو پانا تو درکنار اس کا سمجھنا اور اندازہ لگانا بھی ان لوگوں کے لئے آسان نہیں'' (ملخصاً ظل النبی ص 142)

''امام اہلسنت مجدد دین وملت حضور پرنور اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے رسالہ مبارکہ ''نفی الفئ انار بنورہ کل شئ'' پر وارد کئے ہوئے جملہ اعتراضات ھباءً ومنثوراً ہوگئے اور یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تصانیف جلیلہ کی پھبتیاں اڑانا اور اس پر اعتراضات کرنا گویا سورج کا منہ چڑانا اور چاند پر تھوکنا ہے جس کا انجام ذلت اور ندامت کے سوا کچھ نہیں''

(ظل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم 201,202 از: غزالی زماں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ)

حضرت غزالی زماں علیہ الرحمہ کی تاریخ ولادت 1322ھ/ 1913ء ہے جبکہ

تاریخ وصال 25 رمضان المبارک 1406ھ/ 4 جون 1986ء ہے۔ آپ کا ملتان شریف عیدگاہ میں مزار مرجع خلائق ہے۔



ابن ملجم کون تھا؟

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو حضرت علی نے یمن میں اپنے عامل نمایندے کو خط لکھا۔ اور اس سے درخواست کی کہ لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف سے پیش آئے۔

اور آخر میں اس سے چاہا کہ دس لائق ترین اپنے معتمد افراد کو ایک خاص کام کے لیے میرے پاس بھیجے۔

انہوں نے سو افراد کو منتخب کیا۔ اور پھر ان میں دس لوگ جو سبھی سے افضل اور اچھے تھے انتخاب کیا۔ ان دس لوگوں میں ابن ملجم مرادی بھی شامل تھا۔

جب یہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس پہنچے۔

ابن ملجم شجاع فصیح وبلیغ تھا۔ اس کو ان لوگوں نے اپنا سخن گو بنایا۔ تاکہ حضرت سے گفتگو کرے۔ اور مدح میں جو اس نے خود اشعار لکھے تھے وہ پڑھے۔

اس کی تمام باتوں میں ایک بات یہ تھی کہ ہم فخر کرتے ہیں۔ آپ فرمان دیں۔ ہم سب غلامی کریں۔ اور ہماری تلواریں آپ کے دشمن کے لیے امادہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بعد میں اس کو اپنے پاس بلایا۔ اور فرمایا: تمھارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا عبدالرحمٰن! پھر پوچھا تمھارے باپ کا کیا نام ہے؟

اس نے کہا ملجم۔ حضرت نے کہا کس قبیلے سے ہو۔ اس نے کہا مراد سے!

پھر حضرت نے اس سے تین مرتبہ کہا: کیا تم مرادی ہو۔ کیا تم مرادی ہو۔ کیا تم

مرادی ھو؟ ابن ملجم نے کہا: جی ہاں یا امیر المومینین ۔
اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ پڑھا
ہم خدا ہی کے ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔
حضرت نے اس سے پوچھا کیا تمھاری دایہ یہودی عورت تھی؟۔
کہا جی ہاں ۔ جو عورت مجھے دودھ پلاتی تھی ایک یہودی عورت تھی۔
آپ نے فرمایا جب تم روتے تھے تو تمھاری دایہ کہتی تھی۔
اے قاتل شتر صالح سے بدتر۔ ابن ملجم نے کہا جی ہاں ایسا ہی تھا۔
حضرت خاموش ہو گئے۔ اور حکم دیا کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ کچھ دنوں بعد ابن ملجم بیمار ھوا۔ کیونکہ وہاں اس کا کوئی نہ تھا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خود اس کی عیادت اور خدمت کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ تندرست ھو گیا۔
ابن ملجم اس قدر حضرت علی کی محبت کا شیفتہ ھوا کہ عرض کیا کہ میں اپ کے پاس سے نہیں جاوں گا۔ اور اب یہیں رھوں گا۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ۔
ابن ملجم نے کہا اس آیت کے پڑھنے سے آپ کی کیا مراد ھے۔
آپ نے فرمایا: تم میرے قاتل ھو۔ ابن ملجم کو اس بات سے تعجب ھوا۔ اور سوچ رہا تھا کہ میں تو حضرت کا دوست و محب ھوں۔ لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ رب تعالیٰ سبھی انسانوں کا امتحان لیتا ہے۔ جو شخص محبت کا دعوی کرتا ہے۔ اس کے اوپر ہزاروں امتحان ہوتے ہیں۔ ابن ملجم نے اپنا سر پیٹ لیا۔ اور کہا امیر المومنین ابھی اسی وقت مجھے قتل کر دیں تا کہ ایسا حادثہ پیش نہ آئے۔
حضرت نے فرمایا تم نے ابھی کوئی ایسا کام انجام نہیں دیا میں کیسے جرم سے پہلے قصاص لوں۔ ابن ملجم صفین و نہروان کی جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قافلے کے

ساتھ ساتھ تھا۔ جب لشکر اسلام نے خوارج پر غلبہ حاصل کیا۔ تو ابن ملجم نے کہا مجھے اجازت دیں۔ میں اپ سے پہلے کوفہ جا کر اپ کی فتح و کامیابی کی خوشخبری کوفہ والوں کو دوں۔ حضرت نے کہا تمھارا مقصد اس کام سے کیا ھے؟

اس نے کہا میں چاہتا ھوں خدا مجھ سے راضی ہو جائے۔ کہ حضرت علی کی کامیابی سے لوگوں کو آگاہ کروں۔

حضرت علی نے اجازت دی۔ اس نے ایک جھنڈا ہاتھ میں لیا کوفہ کی طرف گیا۔ شہر میں داخل ھوا اور بشارت بشارت کی فریاد شہر میں گونجی اسی طرح وہ گلیوں سے گزر رہا تھا کہ قطامہ کے گھر کے پاس پہنچا یہ بہت خوبصورت حسین و جمیل اور دولت مند عورت تھی۔ لیکن بدکار اور فحاشہ تھی۔ جب اس نے فتح کی خبر سنی ابن ملجم کو پکارا تا کہ وہ اپنے باپ اور بھائی کے بارے پوچھے۔

قطامہ اسے اپنے گھر لے گئی۔ عزت و احترام کیا مہمان نوازی کی۔

ابن ملجم اس کا عاشق ھو گیا۔ اور اپنے دین و ایمان کو اس کے ہاتھوں میں بیچ دیا۔ قطامہ نے اپنے باپ اور بھائی کے بارے میں پوچھا جو سپہ خوارج میں سے تھے۔ مولا علی کے خلاف۔۔۔۔۔ ابن ملجم نے کہا وہ سب جنگ میں ہلاک ہو گئے۔

یہ خبر سنتے ہی وہ رونے لگی۔ ابن ملجم اس خبر کو دینے پر پشیمان ہوا۔

قطامہ تھوڑی دیر بعد اٹھی اور دوسرے کمرے میں گئی۔ اپنے آپ کو آرائش و زینت سے سنوارا۔ اور واپس آئی۔ اس کو دیکھتے ہی ابن ملجم کا دل لرز گیا۔

ابن ملجم شہوت نفسانی میں اسیر اور اپنے اختیار کو اپنے ہاتھ سے دے بیٹھا تھا۔ قطامہ سے خواستگاری کی قطامہ نے کہا اگر مجھے چاہتے ھو تو میرا مہر بہت زیادہ ھے۔

ابن ملجم نے کہا جتنا بھی ھو گا دوں گا۔ قبول کروں گا۔ قطامہ نے کہا زیادہ ھے۔ کچھ پیسے جواہرات مشک عنبر عطر وغیرہ ابن ملجم نے کہا اور کچھ قطامہ نے کہا بہت

کچھ۔ پھر وہ اٹھی اور کمرے سے گئی۔ اور اپنے اپ کو دوسرے طریقے سے آراستہ کیا۔ اور واپس آئی۔ ابن ملجم جو جنون کی حد تک پہنچ گیا تھا کہا اور کیا چاھتی ھو۔ قطامہ نے کہا۔

حضرت علی کا قتل۔ ابن ملجم ایک دم لرزہ۔ اور پریشان ھوا۔ تھوڑی دیر بعد کہا۔ مشکل ھے۔ ابھی چھوڑو چند دنوں بعد اس کے بارے فکر کروں گا۔

دوسرے دن ایک قاصد یمن سے ابن ملجم کے پاس آیا۔ اور کہا۔ تمھارا باپ اور چچا مر گئے ھیں۔ اور تم ان سب کے وارث ھو۔ جاو اپنے اموال کو جمع کرو۔ ابن ملجم بہت خوش ھوا۔ دل میں سوچ رہا تھا کہ پیسے لے کر قطامہ پر نثار کروں گا۔ اس وجہ سے حضرت علی کے پاس گیا۔ اور کہا۔ میرے باپ اور چچا کا یمن میں انتقال ھو گیا ھے۔ چاھتا ھوں کہ اپنے قبیلے کے پاس چلا جاوں۔ آپ اپنے عامل کے پاس یمن میں خط لکھ دیں اور سفارش کریں کہ میراث کے اموال میں جمع آوری میں مدد کرے۔

ابن ملجم یمن کی طرف چلا۔ راستے میں رات ھو گئ۔ دور سے آگ کا شعلا دیکھا اپنے دل میں سوچا کہ نزدیک جائے۔ اور رات کو آگ کے پاس جا کر رھے۔

جب آگ کے نزدیک ھوا تو اچانک جنات نے فریاد کی۔ اسد اللہ کا قاتل آ گیا۔

ابن ملجم ڈرا اور کانپنے لگا۔ جنات نے اس پر سنگ باری شروع کر دی۔ وہ وہاں نہ رہ سکا کہ آرام کرے۔ تھکا ماندہ وہاں سے بھاگا اور زحمت سہتا ھوا یمن پہنچا۔ اور خط یمن کے حاکم کو دیا۔

حاکم نے دستخط حضرت علی کو بوسہ دیا اور انکھوں سے لگایا۔ اور جلد از جلد اس کے کام کو پورا کیا۔ ابن ملجم نے اپنے تمام اموال لیے اور خوشی خوشی کوفہ کی طرف چلا۔ لیکن راستے میں ڈاکوؤں راہزنوں نے اس کو روکا۔ اور اس کے لباس اور سواری کے علاوہ تمام اموال لوٹ لیا۔

ابن ملجم جنگل میں سرگرداں تھا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد ایک قافلے سے جا ملا۔ ان

کے ساتھ ہم سفر ہو گیا۔ قافلے میں وہ دو آدمیوں کا دوست ہو گیا۔ ان دونوں کا تعلق خوارج سے تھا، ان لوگوں نے کہا ہم نے عہد کیا ہے کہ حضرت علی معاویہ عمرو عاص کو قتل کریں گے۔

ان لوگوں کا نظریہ تھا کہ تینوں لوگ مسلمانوں کے درمیان اختلاف کا سبب ہیں۔ وہ دونوں خارجی معمور ہوئے کہ حضرت معاویہ اور عمرو عاص کو شہید کریں گے۔

چنانچہ عبدالرحمن نے قبول کیا کہ وہ حضرت علی کو شہید کرے۔

وہ کوفہ پہنچا اور سیدھا قطامہ کے گھر گیا۔ یہ فحاشہ اور خود فروش عورت اس کے لیے شراب لائی اور ابن ملجم مست ہوا۔ اور قطامہ کے پاوں پر گرا۔ اور اس کے وصال کی خوائش کی۔ لیکن قطامہ نے کہا۔ جب تک حضرت علی کو شہید نہیں کرو گے تب تک ایسا نہیں ہوسکتا۔ ابن ملجم جو مجنوں پاگل ہو چکا تھا اس نے کہا کہ ابھی جاتا ہوں اور حضرت علی کو قتل کرتا ہوں۔ قطامہ نے کہا کہ اس طرح نہیں۔ بلکہ قتل کے لیے مقدمات ضروری ہیں۔ اس نے ابن ملجم کی تلوار کی دھار تیز کروانے کے لیے ہزار درہم دیے۔

اور ہزار درہم تلوار زہر آلود کرنے کے لیے دیے۔ اس رات بدنصیب و بے حیا شقی القب نے مہراب مسجد کوفہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر وار کیا۔ اور تلوار سے ایسا زخم لگایا جس کے اثر سے دو روز بعد سیدنا مولیٰ علی شہید ہو گئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔



محققین اہل سنت یتیم ہو گئے

مونس برکاتی، ماتریدی ریسرچ سینٹر (مالیگاؤں)

آج ابھی باذوق ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ علامہ یاسین اختر مصباحی کا وصال

ہو گیا ہے آپ کے وصال سے محققین، مصنفین اور صاحبان قرطاس وقلم کے ایک سنہرے دور کا خاتمہ ہو گیا ہے۔علامہ ارشد القادری کے قلم کی روانی آپ کے قلم میں موجود تھی۔

آپ نے ہمیشہ تحقیق کے لیے انہی موضوعات کا انتخاب فرمایا جو وقت اور حالاتِ زمانہ کی ضرورت تھی۔ کچھ عرصہ قبل دیابنہ نے پورے ہندوستان میں جشن آزادی کے نام پر 1857ء کی صحیح تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی تو آپ نے اپنے قلم کے ذریعے "علامہ فضل حق خیر آبادی اور 1857ء" "قائد انقلاب علامہ فضل حق خیر آبادی اور ممتاز علماے انقلاب 1857 جیسی عظیم کتابوں کو لکھ کر صحیح تاریخ پیش کیا۔غالبا جماعت غیر اسلامی کے عرفات نامی ایک اخبار نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی پر انگریز نوازی کا الزام لگایا تھا آپ نے "انگریز نوازی کی حقیقت" لکھ کر تمام الزامات کا تار عنکبوت کی طرح بکھیر دیا۔عقائد خانوادۂ شاہ عبد الرحیم و شاہ ولی اللہ محدثین دہلوی کی صحیح ترجمانی کے "سواد اعظم اہلسنت اور فکر ولی اللہی وعزیزی" نامی کتاب کو دو جلدوں میں تحریر فرمایا۔

علماے فرنگی محل کے افکار و نظریات کو جاننے کے لیے آپکی کتاب "چند علماے فرنگی محل" قابل مطالعہ ہے۔اعلی حضرت کی فقہ دانی پر بھی آپ کی کتاب موجود ہے۔محدث حجاز علامہ سید محمد بن علوی مالکی مکی کی عربی کتاب "مفاہیم یجب ان تصحیح" ہے جس پر عالم عرب کے ستر (70) علماء ومشائخ کی تصدیقات موجود ہے جو اس دور کی "الصوارم الہندیہ" سے کم نہیں ہے آپ نے اسکا اردو ترجمہ "اصلاح فکر واعتقاد" نام سے کیا ہے۔

ماہ نامہ کنز الایمان میں لکھا ہوا آپ کا اداریہ "نقوش فکر" نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی کثیر تصانیف، رسائل، مقالاجات موجود ہے۔فقیر کوئی رائٹر نہیں ہے حضور رئیس القلم کے وصال کی خبر سن کر چند ٹوٹے پھوٹے جملوں کو لکھ کر خراج عقیدت پیش کیا ہے اللہ پاک قبول فرمائے آمین

ماتریدی ریسرچ سینٹر (مالیگاؤں) آپ کے اہل خانہ کے غم برابر کے شریک

ہیں۔اللہ پاک حضور رئیس القلم کی بے حساب مغفرت فرمائے انکے درجات کو بلند فرمائے۔اوراسواداعظم اہل سنت کوان کانعمل بدل عطافرمائے آمین۔



تربوز کے خشک چھلکےصحت کے پوشیدہ خزانے

قشور البطيخ المجففة من كنوز الصحة المخفية

عمومی طور پرعلاج ومعالجہ میں معالجین ادویات کااستعمال کرتے ہیں

لیکن روزہ مرہ استعمال کی اشیاء کی طرف نگاہ اٹھا کرنہیں دیکھتے کہ ان میں بھی طبی فوائد پوشیدہ ہوسکتے ہیں، یہ میدان ایسا ہےجس کی طرف توجہ دینامعالج محققین ذمہ داری ہے۔پنساری کی دوکان پر بہت سی اشیاء ایسی بھی موجود ہوتی ہیں جنہیں گھر میں بے وقعت سمجھا جاتا ہے۔جیسے تربوز کے بیج۔ترپوز کے چھلکے۔وغیرہ۔

موسمی طور پر جب کوئی پھل موجود ہوتا ہے اسے کھایا جاتا ہےلیکن موسم گزرنے کے بعد پھر سے آنے کاانتظار کیا جاتا ہے۔اطباء کرام اشیاءکوخشک کرکےبھی محفوظ کرلیتے ہیں۔

تربوز کے چھلکے خشک کرکے محفوظ کرلئے جائیں تو سارا سال ان سےفوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ہم نے تربوز کے گودے۔تربوز کے بیج۔تربوز کے چھلکے کےطبی فوائد شرح و بسیط سے بیان کئے ہیں ضروری نہیں کہ جو کچھ بیان کیا گیا ہےاس نے تمام طبی فوائدکااحاطہ کرلیاہے۔بہت سی باتیں تحریر میں نہیں آسکی ہیں۔

میرے جیسے کتنے ہی لوگوں کے تجربات ایک دوسرے سے پوشیدہ ہیں۔لیکن جب روش چل نکلتی ہےتو لوگ اپنے مشاہدات بیان کرنا شروع کردیتے ہیں یوں ایک ذخیرہ جمع ہوجاتا ہے۔

معمولی ساتجربہ یا مجاہدہ/مشاہدہ دوسرے کئی لوگوں کے لئےمشعل راہ بن سکتا

ہے، ایک بات کسی ایک انسان کے لئے اتنی اہمیت کی حامل نہیں ہوتی یہی بات کسی ضرورت مند کے لئے بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ یہ سلسلہ صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ آج جو طبی تجربات پر مبنی کتب دیکھ رہے ہیں یہ صدیوں کے ارادی وغیر ارادی مشاہدات وتجربات کا مجموعہ ہے۔

تربوز کے تازہ چھلکوں کے بارہ میں جو لکھا اس میں کوئی تعلّی یا غیر حقیقی باتیں نہیں ہیں، ان سے موسمی طور پر تو فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ جب موسم نہ ہو تو چھلکے خشک کر کے محفوظ کر لئے جائیں۔ آج کل تربوز کا موسم ہے، ساتھ میں سخت گرمی کا موسم بھی ہے۔ اگر چھلکے دھوپ میں سکھا لئے جائیں تو ان سے پورے سال فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

تربوز کے چھلکے چھوٹے ٹکڑے کر کے خشک کرنے اور محفوظ کرنے میں آسانی رہتی ہے۔ دو چار دنوں کی دھوپ میں خشک ہوجاتے ہیں۔ انہیں سفوف بنا کر کسی ایئر ٹائٹ بوتل میں رکھا جائے۔ اندیشہ ہے کہ یہ نمی کو جلد جذب کر کے پھپھوندی لگنے سے خراب ہوجائیں گے۔ ایک بار سفوف بنا کر انہیں اگر ایک دو دن مزید دھوپ میں رکھا جائے تو رہی سہی نمی بھی ختم ہوجائے گی۔

تربوز کے خشک چھلکوں کے طبی فوائد

تربوز کا چھلکا وٹامن اے، وٹامن بی سکس، وٹامن سی، پوٹاشیم، مینگنیز اور زنک سے بھرپور ہوتا ہے۔ یہ سب چیزیں اپنی جگہ بہت مفید ہیں لیکن تربوز کے چھلکے میں پائی جانی والی ایک اور بہت اہم چیز لائیکوپین ہے۔ یہ جزو ہمارے جسم سے فاسد مادوں کو خارج کرتا ہے اور ہمیں طرح طرح کی بیماروں سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔

تربوز کے چھلکے میں سٹرولین بھی پایا جاتا ہے جو مسلز کو صحتمند رکھتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جہاں یہ ایک جانب آپ کو مسل بڑھانے میں مدد دیتا ہے تو وہیں چربی کم کر

کے موٹاپے پر قابو پانے میں بھی مدد دیتا ہے

خشک چھلکوں کو کیسے استعمال کریں

تربوز کے خشک چھلکوں کے استعمال کی کوئی خاص ترکیب مقرر نہیں کی گئی یہ معالج یا ضرورت مند کی صواب دید پر موقوف ہے۔ضرورت کے تحت کام میں لایا جاسکتا ہے۔اس کا قہوہ بنا کر پیا جا سکتا ہے۔اسے پھکی کے طور پر کھایا جاسکتا ہے۔نسخہ جات میں اعصابی فوائد کے جز کے طور پر شامل کیا جاسکتا ہے۔

صفراوی امراض میں اس سے بہترین فوائد اختیار کئے جاسکتے ہیں۔

قبض اور پیٹ کی جلن۔گردوں اور مثانہ کی گرمی۔پیشاب کی جلن میں اسے ٹھنڈے پانی یا قہوہ بنا کر استعمال کرایا جاسکتا ہے۔

خواتین کے ایام مخصوصہ کی تکالیف میں اسے شربت/قہوہ/سفوف/یا زلال کے طور پر کام میں لایا جاسکتا ہے۔یعنی یہ چھلکے ایک مسیحائی جزء کے طور پر گھر میں موجود رہیں گے۔

صفراوی قے۔مسوڑھوں کا پھولنا۔بھوک کا ختم ہونا۔آنتوں کی التہابی صورت میں تربوز کے چھلکے کا خشک شدہ سفوف تریاقی صفات کا حامل نسخہ ہے۔بوقت ضرورت معالج کسی جز کا اضافہ کرسکتا ہے۔

ایک نسخہ برائے ورم طحال حاضر خدمت ہے۔

ورم طحال

تربوز کا چھلکا خشک کر کے سفوف بنالیں 50 گرام سفوف کے ساتھ 40 گرام دیسی شکر لیکر ملالیں صبح وشام دس گرام کی مقدار میں سکنجبین کے ساتھ کھلائیں دو ہفتہ کے استعمال سے تلی اپنی اصلی جگہ پر آجائے گی۔ورم ختم ہوجائے گا۔



تبلیغ دین کے شعبہ سے وابستہ افراد کے لیے جزوی خلوت نشینی کی اہمیت وضرورت!

محمد سلیم رضوی

ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی اپنی مایہ ناز کتاب فقہ السیر ۃ میں لکھتے ہیں:

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 40 سال کے قریب ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو خلوت وعزلت گزینی کا شوق پیدا ہونے لگا، اللہ تعالی نے آپ کے دل میں غار حرا میں خلوت نشین ہونے کی چاہت ڈالی۔

حراء: مکۃ المکرمہ سے شمال مغرب کی طرف ایک پہاڑ واقع ہے جسے حرا کہتے ہیں۔اس پہاڑ کے ایک غار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلوت اختیار فرمائی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں کئی کئی راتیں عبادت میں گزارتے۔کبھی دس راتیں اور کبھی یہ تعداد مہینے تک پہنچ جاتی، پھر واپس گھر لوٹتے اور تھوڑے سے قیام کے بعد دوبارہ کھانے پینے کا سامان لے کر وہاں غار میں خلوت نشینی کے لئے تشریف لے جاتے۔اس طرح ایسی ہی خلوتوں کے دوران ایک دن آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔

اسباق ونصائح:

اللہ تعالی نے بعثت سے تھوڑا پہلے جو خلوت گزینی کی محبت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں ڈالی اس میں عام مسلمانوں کے لیے عام طور پر اور دعوتِ اسلامی (تبلیغ دین) کا کام کرنے والے مؤمنوں کے لیے خاص طور پر ہدایت ورہنمائی موجود ہے۔وہ یہ کہ کوئی بھی مسلمان جو کہ ہر قسم کی عبادتوں کو قائم کر کے اپنے آپ کو ان کے

فضائل کے زیور سے مزین کرتا ہے؛ اس وقت تک اس کا اسلام پر عمل ممکن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اس میں عزلت گزینی اور خلوت نشینی کی چاشنی کو شامل نہ کرے کیونکہ خلوت اختیار کرنے سے انسان اپنا محاسبہ نفس کرتا ہے۔ اللہ تعالی کی طرف پوری طرح متوجہ ہوتے ہوئے مراقبہ کرتا ہے اور مظاہر کائنات میں غور وفکر کرتا ہے تو اس طرح انسان کے دل میں عظمت الٰہی جاگزیں ہوتی ہے۔ یہ ہر مومن مسلمان کے لیے نہایت اہم کام ہے لیکن وہ لوگ جو دعوتِ اسلامی تبلیغ دین کا کام کرتے ہیں یا لوگوں کی حق تعالی کی طرف رہنمائی کا کام کرتے ہیں اُن کے لیے خلوت نشینی اختیار کرنا اتنا زیادہ اہم اور ضروری ہے کہ جس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔

خلوت نشینی میں حکمت یہ ہے کہ ہر انسانی نفس کے ساتھ بے شمار آفات اور شریر طاقتیں ہوتی ہے جن سے محفوظ رہنے کی دوا لوگوں سے دور رہ کر خلوت اختیار کرنے میں ہے تا کہ انسان دنیوی شور وغوغا دور ہو کر اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔

بے شک غرور وتکبر اور خود پسندی حسد وکینہ ریا کاری اور دنیا کی محبت یہ سب نفس کی ایسی آفتیں ہیں جو نفس و دل کی گہرائیوں میں اتر کر انسان پر حملہ آور ہوتی ہیں اور ظاہری نیک وصالح اعمال کے باوجود یہ آفتیں انسان کے باطن کو سیاہ کرتی رہتی ہیں اگرچہ انسان ظاہری نیک اعمال کرتا ہو دعوت وارشاد اور وعظ ونصیحت کا کام بھی کرتا ہوں لیکن نفس کی ان آفتوں سے چھٹکارا صرف اسی صورت میں حاصل ہوتا ہے کہ بندہ مومن وقتاً فوقتاً خلوت اختیار کرتے ہوئے اپنے آپ میں غور وخوض کرے۔ اپنی حاجات کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں پیش کرے۔ ہر کام میں اسی خالق و مالک کی توفیق کا طلبگار رہے۔

اپنے مالک و مولا کے سامنے اپنی کمزوری اور انکساری کا اظہار کرے پھر اللہ تعالی کی عظمت کے مظاہر میں غور کرے۔ یوم آخرت اور حساب کتاب کا تصور کرے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالی کی رحمت و بخشش کے ساتھ ساتھ اس کے قہر و غضب کا بھی احساس کرے تو اس طرح بار باران امور میں طویل غور و فکر سے انسانی نفس کو لاحق تمام آفتیں ساقط ہوتی چلی جاتی ہیں جس سے انسان کا دل معرفت وصفاء کے نور سے منور ہوتا ہے اور اس صاف شیشہ دل کو پھر دنیوی آفتیں مکدر نہیں کر سکتیں۔۔۔۔۔

دوسری چیز جو جملہ مسلمانوں کی زندگی میں عمومی اور ارباب دعوت وارشاد کے لیے خصوصی طور پر اہمیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ اس خلوت کے عمل سے دل میں محبت الٰہی کے حصول کی تربیت ہوتی ہے یہی محبت الٰہی ہر قسم کی قربانی اور جہاد فی سبیل اللہ کی اساس اور بنیاد ہے محبت الٰہی صرف عقلی ایمان سے حاصل نہیں ہوتی کیونکہ عقلی امور کا دل کے احساسات سے تعلق نہیں ہوتا اور ممکن ہے عقل میں آنے والی ہر بات دل کی وجدانی کیفیت پر اثر انداز نہ ہو کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو مستشرقین اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے میں آگے ہوتے اور ان کے دل ان کی محبت سے معمور ہوتے لیکن حقیقتا ایسی بات نہیں ہے۔ خلوت کا یہ معنی نہیں لینا چاہیے کہ جیسے بعض کم فہم لوگ خیال کرتے ہیں کہ انسانوں سے کلیتاً قطع تعلق کر کے پہاڑوں اور غاروں میں جا بسنا خلوت گزینی ہے۔ یہ چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام صحابہ کرام کے طریقہ کے خلاف ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اصلاح حال کے لئے لیے دوا کے طور پر خلوت نشینی اختیار کی جائے جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا دوا بقدر ضرورت اور وقتِ ضرورت ہی لینی چاہیے ورنہ یہ دیگر امراض

موذیہ پیدا کر دیتی ہے۔ بعض صالحین کے سوانح حیات میں جو یہ آتا ہے کہ وہ لوگوں سے الگ تھلگ خلوت نشین رہتے تھے اس کی وجہ کوئی مخصوص حالت ہو گی ان کا یہ عمل دیگر لوگوں کے لئے حجت نہیں۔ (فقہ السیر ۃ، مترجم، صفحہ 96)

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد محبت الٰہی کے حصول کا ذریعہ یہی ہے کہ کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور و فکر کیا جائے۔ اُس کی عظمت و جلالت کے مظاہر میں تأمل کیا جائے پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ذکر زبان اور دل سے کثرت کے ساتھ کیا جائے۔ یہ سب کچھ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب دنیوی مشغولیت اور شور و غوغا سے دور ہو کر بار بار خلوت و عزلت اختیار کی جائے۔ ایک مسلمان اس طریقے کے مطابق خلوت نشینی کے وظیفے کو اختیار کرتا ہے تو اس کے دل میں بے پناہ محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہر بڑی چیز اس کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہر مغرور اور متکبر اس کے سامنے حقیر ہوتا ہے ہر بڑی سے بڑی تکلیف اور ایذا اس کے لیے آسان ہوتی ہے اور ہر استہزاء اور لومۃ لائم سے ماوراء ہو جاتا ہے۔ یہی وہ ہتھیار ہوتا ہے جو ایک دعوت دینے والے کے پاس ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ نے یہی چیز اپنے حبیب کریم ﷺ میں پیدا فرمائی اور دعوت اسلامیہ کا بوجھ اٹھانے کے لیے تیار فرمایا۔

اللہ کریم ہمیں نفس و شیطان کے مکر و فریب سے بچا کر اپنی عبادت کی توفیق دے۔ آمین

قابلِ مُطالعہ کتابیں

















